Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Social Issues Faced by Children of Unknown Parentage and Their Solutions: A Research Review in Light of The Islamic Teachings

مجہول النسب بچوں کے معاشرتی مسائل اور تدارک: اسلامی تعلیمات کے تناظر میں تحقیقی جائزہ

Authors Details

1. Dr. Qaria Nasreen Akhtar (Corresponding Author)

Assistant Professor,Institute of Islamic Studies,Bahauddin Zakariya University, Multan, Pakistan. qarianasreen@bzu.edu.pk

Citation

Akhtar, Dr. Qaria Nasreen " Social Issues Faced by Children of Unknown Parentage and Their Solutions: A Research Review in Light of The Islamic Teachings."Al-Marjān Research Journal, 3, no.1, Jan-Mar (2025): 114– 135.

Submission Timeline

Received: Dec 07, 2024
Revised: Dec 20, 2024
Accepted: Dec 30, 2024
Published Online: Jan 08, 2025

Publication, Copyright & Licensing

Article QR

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

All Rights Reserved © 2023.

This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

Social Issues Faced by Children of Unknown Parentage and Their Solutions: A Research Review in Light of The Islamic Teachings

مجہول النسب بچوں کے معاشرتی مسائل اور تدارک: اسلامی تعلیمات کے تناظر میں تحقیقی جائزہ

☆ ڈاکٹر قاریہ نسرین اختر

Abstract

Islam is a complete religion in which the rights and duties of every individual are explained in detail. That is, no individual in the society is left helpless and helpless, but Islam trains its followers in such a way that they become a complete good for the society. The Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) also demonstrated what he told in practice so that people would not use excuses and excuses while feeling any kind of difficulty and could not decrease or increase in the religion of Allah. Along with his worship, Allah also ordered the rights of the servants. Which include the rights of parents, the rights of relatives and the rights of neighbors, etc. Since the first right among the rights of the servants is the right of the parents, who are the origin and reason for the birth of a person. Parents who provide every kind of comfort to their children from birth to settlement. These children are well cared for and supported by their loving parents, but who will take care of the hunger and thirst of such children of unknown lineage who are deprived of the love of their parents and whose cries have become unknown in this world? Who will provide clothes for them? So that they can protect their bodies from cold and heat, Allah Almighty has ordered the support of such children of unknown lineage to those who are able to support them. In this article, the social problems and solutions of children of unknown lineage have been examined in the context of Islamic teachings and the misunderstandings found in this regard have been removed. Islamic injunctions have been clearly brought forward in the solution of social problems of children of unknown lineage.

Keywords: Children of unknown lineage, Rights of the people, Social issues

تعارف موضوع

بچے نوع انسانیت کی نئی نسل ہیں۔ معاشرے کے دیگر افراد کی طرح بچوں کی بھی اخلاقی اور سماجی حیثیت ہوتی ہے۔ بہت سے معاملات ایسے ہیں جن میں بچوں کو بطور انسان بھی تحفظ کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ چونکہ بچے بالغ نہیں ہوتے اس لیے بہت سی ذمہ داریاں جو بالغوں پر عائد ہوتی ہیں، بچوں پر ان کی پابندی نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ ان کے پاس بہت سے حقوق نہیں ہیں جیسے کہ ووٹ ڈالنا، خاندان شروع کرنا اور ملازمت وغیرہ، لیکن اپنی زندگی کے جس حصے میں وہ بچے ہیں، ان کی تربیت اور نگرانی کی ضرورت ہے تاکہ مستقبل میں وہ ان حقوق کو پورا کر سکیں جیسا کہ وہ ہیں۔ اسلام نے بچوں کو بھی وہی درجہ دیا ہے جو انسانیت کے دوسرے ارکان کو دیا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے بچوں کے ساتھ جو شفقت اور محبت بھرا سلوک اختیار کیا وہ معاشرے میں بچوں کے مقام و مرتبہ کی بھی عکاسی کرتا ہے اور ہمارے لیے ایک عمل

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان، پاکستان۔

بھی ہے۔ اسلام میں بچوں کے حقوق کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام نے بچوں کے حقوق ان کی پیدائش سے پہلے ہی شروع کردیے ہیں اور ان بچوں کے حقوق کا اتنے جامع احاطہ کرنا بہت مشکل ہے۔

زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنے بچوں کو پیدائش کے وقت قتل کر دیتے تھے۔ اسلام نے آکر اس برے عمل کو ختم کیا اور ایسا کرنے والوں کو دردناک انجام سے خبردار کیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوٓاْ أَوْلَٰدَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُواْ مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ قَدْ ضَلُّواْ وَمَا كَانُواْ مُهْتَدِينَ﴾[1]

"درحقیقت وہ لوگ جو اپنی اولاد کو نادانی کی بنا پر قتل کرتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے ان کے لیے دیا ہے اس کو حرام کرتے ہیں، اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں، وہ یقیناً گمراہ ہیں اور راہ راست نہیں پاتے۔"

قرآن پاک نے بھوک اور افلاس کے خوف سے بچوں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔

﴿وَلَا تَقْتُلُوٓاْ أَوْلَٰدَكُم مِّنْ إِمْلَٰقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ إِيَّاهُمْ﴾[2]

"اور اپنے بچوں کو مفلسی کی وجہ سے قتل نہ کرو، ہم تمہیں اور ان کو رزق دیں گے۔"

﴿وَلَا تَقْتُلُوٓاْ أَوْلَٰدَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَٰقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ إِيَّاكُم إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا﴾[3]

"اور اپنے بچوں کو غربت کے خوف سے قتل نہ کرو۔ ہم تمہارے اور ان کے لئے روزی فراہم کرتے ہیں۔

درحقیقت انہیں قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔" ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، بعد میں اس کے والدین اپنا دین بدل لیتے ہیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، وَيُنَصِّرَانِهِ][4]۔

"ہر بچہ اپنے فطری مزاج کے مطابق پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یا عیسائی بناتے ہیں"۔

والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائیں اور انہیں اسلامی آداب زندگی سکھائیں اور اسی طرح بچے کو اس آفاقی حکم سے آگاہ کیا جائے جو پیدائش کے لمحے سے ہی زندگی میں انقلاب برپا کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔

حقوق العباد میں پہلا حق والدین کا ہے جو انسان کی اصل اور سبب ولادت ہے۔ والدین جو پیدائش سے لیکر سکونت تک ہر قسم کی آسائش بچے کے لیے مہیا کرتے ہیں۔ ان بچوں کی دیکھ بھال و کفالت تو احسن طریقے سے ہوتی ہے جن کے والدین کا مشفق سایہ ان کے سر پر ہوتا ہے لیکن ایسے مجہول النسب بچے جو اپنے والدین کی محبت سے محروم ہیں اور جسکی آہ وزاری سننے والے اس دنیا میں مجہول ہو چکے ہوں تو ایسے مجہول النسب بچوں کی بھوک و پیاس کا خیال کون کرے گا؟ ان کے لیے لباس کون مہیا کرے گا؟ کہ وہ سردی اور گرمی سے اپنے جسم کو بچا سکیں تو اللہ تعالیٰ نے ایسے مجہول النسب بچوں کی کفالت کا حکم ان لوگوں کو دیا ہے جو ان کی کفالت کی استطاعت رکھتے ہوں۔ مقالہ ہذا میں اسلامی تعلیمات کے تناظر میں مجہول النسب بچوں کے معاشرتی مسائل اور تدارک کا جائزہ لیا گیا ہے اور اس حوالے سے پائے جانے والے ابہام کا ازالہ کیا گیا۔ مجہول النسب بچوں کے معاشرتی مسائل کے تدارک میں اسلامی احکامات کو واضح طور پر سامنے لایا گیا ہے۔

---

1 Al-Anʿām, 6:140.
2 Al-Anʿām, 6:151.
3 Al-Isrāʾ, 17:31.
4 Bukhārī, Abū ʿAbdullāh Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Delhi: Dār al-Tafsīr, 256 AH), Kitāb al-Qadr, Bāb Allāh Aʿlam bimā Kānū ʿĀmilīn, ḥadīth no. 6599.

مبحث اول: مجہول النسب: حقیقت، لغوی تحقیق، تعریف اور اہمیت

مجہول النسب ایک ایسا حساس موضوع ہے جو خاندانی تعلقات، معاشرتی حیثیت، اور قانونی شناخت کے اہم پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے۔ یہ ترکیب اضافی "مجہول" (نامعلوم) اور "النسب" (خاندانی تعلق) پر مشتمل ہے۔ اسلامی تعلیمات میں نسب کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے، کیونکہ یہ انسان کی پہچان، وراثت، اور خاندانی تعلقات کا مظہر ہے۔ نسب کی حفاظت اور وضاحت کو شریعت نے ایک فطری اور اخلاقی فریضہ قرار دیا ہے۔

1. مجہول النسب کی حقیقت

مجہول النسب دو کلموں سے مرکب ہے یہ ترکیب اضافی پر مشتمل ہے کلمہ مجہول مضاف اور النسب مضاف الیہ ہے۔

2. مجہول کی لغوی تحقیق و معنی

مجہول باب جہل یجہل جہلا سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ (یعنی کسی چیز کو نہ پہچاننا)[5]۔ جہل علم کی نقیض ہے۔[6] مجہول اس فعل کا نام ہے جس کا فاعل کسی مقصد کی وجہ سے محذوف کر دیا گیا ہو اور اس کی جگہ نائب فاعل لایا گیا ہو۔[7]

3. نسب کی لغوی تحقیق و معنی

المعجم الوجیز میں نسب کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں:

" النسب لغة يقال نسب الشئ اذا وضعه وذكر نسبه اى عزاه اليه وناسب فلانا اذا شاركه وشاكله "۔ لغت میں نسب کا مطلب ہے کسی شئ کو منسوب کرنا عرب میں کہا جاتا ہے "نسب الشئ "(فلاں نے کسی شئ کو منسوب کیا) یہ اس وقت بولا جاتا تھا جب کوئی شخص کسی چیز کو کسی چیز کی طرف منسوب کرتا۔ اور "ناسب فلانا" کا مطلب ہے وہ فلاں کے ساتھ شریک ہوا اور اس کا ہمشکل ہوا۔ "والتناسب اى التشابه۔والنسب اى القرابة۔ويقال :النسب اى الصلة ،و انتسب الى ابيه اى التحق به " اور تناسب کو مطلب ہے مشابہ ہونا۔ النسب رشتہ داری کے معنی میں بھی مستعمل ہے اور کہا جاتا ہے النسب الى الصلة اور انتسب الى ابيه کا مطلب ہے کہ اس نے اس کو اس کے باپ کے ساتھ لاحق کر دیا۔[8]

نسب کی اصطلاحی طور پر کچھ تعریفات کی گئی ہیں ان میں سے چند تعریفات یہاں پر ذکر کی جاتی ہیں۔

1۔ خونی تعلق کو نسب کہتے ہیں یا اولاد کا بندھن یا تعلق کی ایسی قسم جو انسان کو اس کے اصول و فروع کے ساتھ جوڑ دیتی ہے۔

2۔ نسب اس قانونی تعلق کا نام ہے جو مرد اور عورت کے درمیان عقد شرعی کے نتیجے میں تولد کے بعد اولاد کا اپنے والدین کے ساتھ ہوتا ہے۔[9]

4. مجہول النسب کی تعریف

مجہول النسب سے مراد وہ بچہ ہے جس کی قرابت گمنام ہو یا جو کسی کی طرف منسوب نہ ہو یا جس کے خاندان، قبیلہ اور قوم کا علم نہ ہو۔

"الطفل الذى يعثرعليه فى الدولة لوالدين مجهولين "[10]

(مجہول النسب) وہ بچہ ہے جس کے مجہول والدین پر آگاہی حاصل کی جاتی ہے۔

---

[5] Ibrāhīm Muṣṭafā, *al-Muʿjam al-Wasīṭ* (Lahore: Maktabah Raḥmāniyyah, 2011), 143.
[6] Ibn Manẓūr, Jamāl al-Dīn Muḥammad ibn Mukarram, *Lisān al-ʿArab* (Beirut: Dār Ṣādir, 1414 AH), 1:524.
[7] Al-Jāmī, Nūr al-Dīn ʿAbd al-Raḥmān, *Sharḥ al-Jāmī* (Lahore: Maktabah al-Ḥaramayn, 1435 AH), 76.
[8] Ibrāhīm Muṣṭafā, *al-Muʿjam al-Wajīz* (Cairo: Majmaʿ al-Lughah al-ʿArabiyyah, 1415 AH), 50.
[9] Tanzīl al-Raḥmān, *Majmūʿah Qawānīn-e-Islām* (Islamabad: Idārah Taḥqīqāt-e-Islāmī, 1981), 1:45.
[10] Qānūn Riʿāyat al-Aṭfāl Majhūlī al-Nasab, Māddah 1, 16.

5. نسب کی اہمیت

دور جاہلیت میں نسب کا بہت بڑا مقام تھا حتی کہ لوگ بڑے بڑے میلوں میں اپنے مقابل قبائل پر نسب کے ذریعے فخر کا اظہار کرتے تھے اور اسلام کے ظہور کے بعد بھی اس کی عظمت بر قرار رہی یہاں تک کہ اسے ضروریات سے ملا دیا گیا ہے اور شریعت اسے حفاظت کا حکم دیتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾۔ [11]

”انہیں ان کے باپ کے نام سے پکارو، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ جائز ہے، لیکن اگر تم ان کے باپوں کو نہیں جانتے تو وہ دین میں تمہارے بھائی اور انسانیت میں تمہارے چچازاد بھائی ہیں، تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں۔ تم نادانستہ کرتے ہو، لیکن یہ وہ گناہ ہے جو تم جان بوجھ کر کرتے ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے“۔

نسب اللہ تعالیٰ کے عظیم احسانات میں سے ایک احسان ہے۔ رب کریم نے اس کا تذکرہ یوں کیا ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا﴾ [12]

”اور وہی ہے جس نے انسان کو پانی سے پیدا کیا، پھر اس کے لیے رشتہ دار اور سسرال مقرر کیے، اور تمہارا رب سب پر قادر ہے“۔

نسب ایسے امور میں سے ہے جس کی محافظت پر بشریت کی تخلیق کی گئی ہے۔ آپ اقالیم صالحہ میں سے کسی اقلیم میں کوئی ایسا انسان نہیں پائیں گے جو اس بات کو پسند نہ کرتا ہو کہ اسے اس کے آباؤاجداد سے منسوب کیا جائے یعنی ہر آدمی اس امر کو پسند کرتا ہے کہ اس کی نسبت اس کے آباؤ اجداد کی طرف ہو اور غیر کی طرف منسوب ہونے کو ناپسند کرتا ہے۔

مبحث دوم: مجہول النسب بچے پائے جانے کے اسباب

مجہول النسب بچے پائے جانے کا سبب ایک نہیں بلکہ اس کے کئی اسباب ہیں۔ مثلاً کبھی کوئی عورت اپنے بچے کو زنا کے نتیجے میں جنم دیتی ہے تو عار کے خوف سے اسے پھینک دیتی ہے۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ میاں بیوی بچے کی پرورش اور صحیح تربیت کرنے میں اپنے آپ کو کمزور پاتے ہیں اس خیال سے اسے پھینک دیتے ہیں کہ کوئی صاحب حیثیت اسے اٹھائے گا اور صحیح پرورش کرے گا۔ کبھی ماں باپ دونوں کسی جنگ یا حادثے کے نتیجے میں ہلاک ہو جاتے ہیں تو بچہ باقی رہ جاتا ہے۔ درج ذیل سطور میں ہم چند اسباب کی وضاحت کرتے ہیں۔

1. غربت و تنگدستی

عورت بچے کو کبھی تو فقر کے خوف سے کہیں گرا دیتی ہے کہ خود اس کے پاس اتنے وسائل نہیں ہوتے کہ وہ بچے کی صحیح طریقے سے پرورش کر سکے اور وہ اس امید سے پھینک دیتی ہے اس کو کوئی ایسا شخص اٹھالے گا جو اس کی نگہبانی کرنے پر قادر ہو گا۔ اس کا سبب عورت کی انتہائی درجہ کی جہالت ہے اور وہ درج ذیل حقائق سے غافل ہوتی ہے۔ عورت اپنے اس عمل کی وجہ سے بچے کو اپنے پیار، محبت اور شفقت سے محروم کر دیتی ہے یہ ایسے عناصر ہیں جن کا شخصی تعمیر میں بنیادی کردار ہے یہ اپنی اولاد اور اپنے خون سے کھلا انحراف ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اولاد سے ایسے اعراض سے منع کیا ہے جس کے نتیجے میں اولاد ہلاک ہو جائے۔

[11] Al-Aḥzāb, 33:5.
[12] Al-Furqān, 25:54.

[عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُضَيِّعَ مَنْ يَقُوتُ][13]۔

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کسی مرد کے لئے اتنا گناہ کافی ہے وہ ہلاک کر دے اسے جسے روزی دیتا ہے''۔

یہ حقیقت ہے کہ رب کریم رزق کا ضامن ہے وہ پرندوں کو ان کے گھونسلوں میں اور دیگر حیوانات کو ان کے مستقر میں رزق عطا فرماتا ہے۔ تو کیا اس مخلوق کو رزق نہیں دے گا جس کو اس نے زمین میں خلیفہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تنگدستی کے خوف سے قتل اولاد سے منع فرمایا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد گرامی ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ﴾[14]

''اور اپنے بچوں کو تنگدستی کے ڈر سے قتل نہ کرو''۔

اولاد کو پھینک دینے میں حقیقی قتل تو بظاہر نہیں ہے لیکن معنوی طور پر یہ قتل ہے یہ عمل والدین کی سنگدلی پر دلالت کرتا ہے اور یہ ماں باپ کی شفقت ورحمت کے منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے لیے رزق کو مقدر فرمادیا ہے اور رب کریم کسی پر اس کی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ سورۃ الطلاق میں ارشاد باری تعالیٰ:

﴿لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا﴾[15]۔

''جو جتنی استطاعت رکھتا ہو اس استطاعت کے مطابق خرچ کرے اور جس کا رزق تنگ ہے وہ اس کے مطابق خرچ کرے جو اللہ نے اسے دیا ہے، اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کے ساتھ جو اس نے اسے دیا ہے، عنقریب اللہ تعالیٰ اس پر مشکل کے بعد آسانی پیدا کر دے گا''۔

دین اسلام بچوں پر خرچ کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور اس کو ثواب کے اعتبار سے عظیم صدقات میں سے شمار کرتا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے:

[عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ، وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ، وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ، أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ][16]۔

''حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک دینار وہ جسکو تو رب کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور ایک دینار وہ جسکو تو غلام آزاد کرنے میں خرچ کرتا ہے اور ایک دینار وہ جس کے ساتھ تو کسی مسکین پر صدقہ کرتا ہے اور ایک دینار وہ جسکو تو اپنے گھر پر خرچ کرتا ہے وہ دینار اجر کے اعتبار سے زیادہ عظیم ہے جو تو اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے''۔

---

[13] Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath, *Sunan Abī Dāwūd* (Beirut: Dār al-Fikr, 275 AH), Kitāb al-Zakāh, Bāb Fī Ṣilat al-Raḥm, ḥadīth no. 1692.
[14] Banī Isrāʾīl, 17:31.
[15] Al-Ṭalāq, 65:7.
[16] Muslim ibn Ḥajjāj, Abū al-Ḥusayn al-Qushayrī, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpur: Dār al-Khilāfah al-ʿIlmiyyah, 261 AH), Bāb Faḍl al-Nafaqah ʿalá al-ʿIyāl, ḥadīth no. 2311.

الغرض ایک مسلمان باپ ہو یا ماں ہو یہ حقائق ہر وقت ذہن میں رکھنے چاہئیں کہ حقیقت میں خالق ومالک اور رازق محض رب کریم کی ذات ہے اوراپنے رب پر کامل یقین رکھنا چاہئے۔ اسلامی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے اپنے بچے پھینکنے جیسے قبیح افعال سرزرد ہوتے ہیں لہذا انفرادی اوراجتماعی طور پر معاشرہ کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرنا ضروری ہے۔

2. چوری کرنا / گم ہو جانا

کبھی کوئی شخص کسی بچے کو اس حالت میں چرا لیتا ہے کہ وہ بچہ ابھی پنگھوڑے میں ہوتا ہے اور چرانے کا مقصد گھر والوں کو تکلیف دینا یا تاوان لینا وغیرہ ہوتا ہے۔ پھر چور اپنے فعل پر شرمندہ ہوتا ہے اور اسے یہ خوف آتا ہے کہ کہیں میرا یہ معاملہ منکشف نہ ہو جائے تو وہ اس بچے کو اپنی جان چھڑانے کے لیے کسی جگہ پر پھینک دیتا ہے۔ یا کبھی بچہ اپنے گھر والوں کے ساتھ بازار یا تفریحی مقامات میں جاتا ہے وہاں وہ اپنے اہل سے گم ہو جاتا ہے تو اس کیفیت میں اپنے بچپنے کی وجہ سے اپنے ماں باپ کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا تو لوگوں میں سے کوئی اسے اٹھا لیتا ہے اور وہ اس کی کفالت کرتا رہتا ہے تو ایسا بچہ بھی مجہول النسب قرار دیا جاتا ہے۔

3. جنگ اور حوادثات

کبھی کبھی کسی علاقے پر جنگ مسلط کر دی جاتی ہے تو وہاں قتل وغارت کے نتیجے میں اکثر ماں باپ قتل کر دیئے جاتے ہیں۔ اور ان کے بچوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ایسے ہی زلزلے اور سیلاب یا کوئی ناگہانی آفت سے ہلاکتیں ہوتی ہیں اور وہاں ماں باپ ہلاکت کا شکار ہو جاتے ہیں اور بچے مجہول النسب قرار پاتے ہیں۔ کبھی کبھی زنا کے سبب بچے کی پیدائش ہوتی ہے تو ماں اس کو کسی راستے پر یا کسی مسجد کے دروازے پر عار کے خوف سے پھینک دیتی ہے تو یہ بچہ بھی مجہول النسب قرار پاتا ہے۔ جبکہ زنا ایسا عمل ہے جس کو اسلام نے قطعی طور پر بغیر کسی اختلاف کے حرام قرار دیا ہے ارشاد پاک ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾[17]

"اور زنا کے قریب نہ جاؤ کیونکہ یہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔"

زنا جیسے قبیح عمل سے نسب کے اختلاط اور ضائع ہونے کا خوف ہے اسی وجہ سے شریعت نے اس زنا کی حرمت کے ساتھ ساتھ اس زنا کی طرف لیجانے والے امور سے بھی منع کیا ہے اور اس زانی پر بغیر کسی مہربانی وشفقت کے حد لگانے کا حکم دیا ہے۔ کنوارے زانی کی حدزنا کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۠ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَاۗىِٕفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾[18]

"زناکار عورت اور مرد ہر ایک کو سو کوڑے مارو، اور خبردار اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو ان پر ترس نہ کھانا۔ اور ان کی سزا کے لیے مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیئے۔" اسی طرح شادی شدہ زناکار کے لیے رجم کا حکم ہے۔

ارشاد نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ہے:

[الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ][19]

[17] Banī Isrāʾīl, 17:32.
[18] Al-Nūr, 24:2.
[19] Ibn Mājah, Muḥammad ibn Yazīd, *Sunan Ibn Mājah* (Cairo: Dār al-Manṣūr, 263 AH), Kitāb al-Ḥudūd, Bāb al-Rajm, ḥadīth no. 2553.

"شادی شدہ مرد اور عورت جب وہ دونوں زنا کریں تو ان دونوں کو رجم کرو"۔

4. اثبات نسب میں ماں کا عاجز ہونا

کبھی بچہ ایسے زواج کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے جس کو ثابت کرنے میں ماں عاجز ہوتی ہے تو ایسا بچہ بھی مجہول النسب قرار پاتا ہے۔ زواج سے مراد زواج عرفی ہے۔ یا کبھی طرفین کو خدشہ ہوتا ہے کہ عقد صحیح کی بعض شرائط پوری نہیں ہوتی جو اسلامی فقہ میں نکاح فاسد کے نام سے مشہور ہے جیسے عورت کے ولی کا راضی نہ ہونا یا گواہوں کے بغیر عقد کرنا یا ملکی نظام کی مخالفت کرتے ہوئے عقد کرنا وغیرہ۔

مبحث سوم: اسلامی شریعت میں مجہول النسب کے حقوق

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس میں نہ صرف انسانوں بلکہ ہر جاندار کے حقوق بیان کئے اور ذی روح کے علاوہ پودوں درختوں اور کھیتوں تک کے حقوق کو بیان کیا اسلام میں جب ان بچوں کے حقوق کا تعین کیا جو ازدواجی عقد کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں تو ان بچوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا جن کا نسب معلوم نہ ہو چاہے اس کا سبب جو بھی ہو شریعت نے مجہول النسب بچوں کے بہت سے حقوق ثابت کئے ہیں جن میں چند کا ذکر درج ذیل ہے۔

1۔ حق الحیاۃ

اسلام میں انسانی جان کی سلامتی اصل ہے اس کی حفاظت کرنا فرض اور کسی جان پر ناحق ظلم کرنا حرام ہے اور اس کی اصل یہ فرمان الٰہی ہے:

﴿مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ کَتَبْنَا عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَمَنْ اَحْیَاهَا فَکَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ۫ ثُمَّ اِنَّ کَثِیْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ﴾[20]۔

"اور اسی طرح ہم نے بنی اسرائیل پر حکم دیا کہ جو شخص کسی جان کو قتل کرے گا سوائے کسی جان کے یا زمین میں فساد پھیلانے کے لیے تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی جان کو بچایا تو اس کو قتل کیا جائے گا۔ گویا اس نے تمام انسانوں کو بچایا۔ اور ان کے پاس ہمارے رسول کھلے دلائل لے کر آئے، لیکن اس کے بعد بھی ان میں سے اکثر زمین میں نافرمان ہی رہے"۔

اس حکم میں بڑا ہو یا چھوٹا مذکر ہو یا مؤنث سب برابر ہیں ایسے ہی عقد صحیح سے پیدا ہونے والے بچے یا حرام وطی سے پیدا ہونے والے بچے جب تک ان میں روح ہے تو اس حکم میں شریک ہیں۔ حدیث نبوی ﷺ ہے:

[أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا زَنَتْ وَهِيَ حَامِلٌ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اذْهَبِي حَتَّى تَضَعِي ، فَلَمَّا وَضعَتْ، أَتَتْهُ، فَقَالَ لَهَا: اذْهَبِي حَتَّى تُرْضِعِي ، فَلَمَّا أَرْضَعَتْ، أَتَتْهُ، فَقَالَ لَهَا: اذْهَبِي حَتَّى تَسْتَوْدِعِيهِ، فَاسْتَوْدَعَتْهُ، ثُمَّ جَاءَتْهُ، فَأَمَرَ بِهَا، فَأُقِيمَ عَلَيْهَا الْحَدُّ][21]۔

"ایک عورت حضور اکرم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے خبر دی کہ وہ زنا سے حاملہ ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا اب تو وضع حمل تک چلی جا، جب اس عورت نے بچہ جن لیا پھر وہ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آئی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: دودھ

[20] Al-Māʾidah, 5:32.
[21] Mālik ibn Anas, *Muwaṭṭaʾ Imām Mālik* (Lahore: Nuʿmānī Kutub Khānah, 2006), 1:243, ḥadīth no. 696.

پلانے کی مدت تک چلی جا، پھر وہ دودھ پیتے بچے کو لے کر حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آئی، پھر آپ ﷺ نے اس عورت کو فرمایا اس بچے کو کسی شخص کے پاس امانت رکھنے تک چلی جا، وہ عورت بچے کو امانت رکھنے کے بعد حضور ﷺ کی بارگاہ میں آئی، پھر آپ ﷺ نے اس عورت پر حد قائم کرنے کا حکم دیا"۔

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت عمرؓ کے دور حکومت میں پیش آیا کہ ایک عورت نے زنا کا اعتراف کیا تو حضرت عمرؓ نے حد قائم کرنے کا حکم دیا حضرت معاذ بن جبلؓ نے عرض کی اس زانیہ عورت کو بچہ جننے کے بعد حد کی سزا دی جائے اور انہوں نے کہا آپ کے لیے اس زانی عورت کو حد کی سزا دینے کا اختیار تو ہے لیکن اس کے پیٹ میں موجود (بچہ) پر کوئی راہ نہیں تو حضرت عمر نے اپنے حکم کو ختم کر دیا۔[22] ان دونوں روایات سے معلوم ہوا بچہ چاہے زنا سے پیدا ہوا ہو لیکن شریعت اسے دیگر بچوں کی طرح زندگی کے حقوق عطا فرماتی ہے۔

2۔ حق النسب

دین اسلام جیسے بچوں کی زندگی کے حقوق کا ضامن ہے ایسے ہی نسب اور اپنے باپ کی طرف انتساب کے حقوق کا ضامن ہے اس معاملہ میں جہالت آڑ نہیں بنے گی جہالت کی وجہ سے بچے کے دیگر حقوق ضائع نہیں ہونگے جیسا کہ انفاق اور وراثت۔ اللہ تعالی اسی کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾[23]

"انہیں ان کے باپ کے نام سے پکارو، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ جائز ہے، لیکن اگر تم ان کے باپوں کو نہیں جانتے تو وہ دین میں تمہارے بھائی اور انسانیت میں تمہارے چچازاد بھائی ہیں، تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں۔ تم نادانستہ کرتے ہو، لیکن یہ وہ گناہ ہے جو تم جان بوجھ کر کرتے ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

دین اسلام جس طرح انساب سے کھیل تماشے کو حرام قرار دیتا ہے ایسے ہی بیٹے کو باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرنے کو حرام قرار دیتا ہے۔ اپنے اصل نسب کو بدلنے والے کے بارے میں حضرت محمد ﷺ کا ارشاد ہے:

[من ادعي إلي غير أبيه، وهو يعلم أنه غير أبيه، فالجنة عليه حرام][24]۔

"جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کو پکارے اور جانتا ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہے"۔

ارشاد نبوی ﷺ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی بچے کو اس کے باپ کے غیر کی طرف منسوب کرنا نہایت ہی ناپسندیہ عمل ہے۔ جس سے تمام معلوم النسب اور مجہول النسب بچوں کے نسبی حقوق کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

3۔ اسمی و شخصی (ذاتی) حقوق

ہر بچے کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کا کوئی اچھا سا اسم ہو جس سے اس کو پکارا جائے۔ جب تک کوئی زندہ رہتا ہے اس کے نام اور ذات کی شناخت کا ذریعہ اور زندگی کا جز سمجھا جاتا ہے اور کسی غیر شرعی بچے کے لیے یہ بات صحیح نہیں ہے کہ وہ بغیر کسی نام اور ذاتی حیثیت کے زندگی گزارتا رہے۔ فقہاء کی تحقیقات کے حوالے سے یہ واضح کیا گیا ہے کہ وہ ممکنہ حد تک قرائن کے ذریعے ہر مجہول النسب بچے کو اس کے باپ کی طرف منسوب

---

[22] Abū Bakr ʿAbdullāh ibn Muḥammad, *Muṣannaf Ibn Abī Shaybah* (Lahore: Maktabah Raḥmāniyyah, 1409 AH), ḥadīth no. 28803.
[23] Al-Aḥzāb, 33:5.
[24] Bukhārī, Abū ʿAbdullāh Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Delhi: Dār al-Tafsīr, 256 AH), Kitāb al-Farāʾiḍ, Bāb Man Iddaʿá Ilá Ghayr Abīhi, ḥadīth no. 6766.

کرنے پر حریص ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے اچھا نام رکھنے پر زور دیا کیونکہ اچھے نام بچوں کی شخصیت میں معاشرتی، نفسیاتی اور معنوی اثرات رکھتے ہیں۔

4۔ حفاظت دین کے حقوق

مجہول النسب بچے کی دینی فوائد کی حفاظت کے لیے اس پر مسلمان ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔ جب تک کہ خلاف اسلام کوئی دلیل نہ پائی جائے۔ کیونکہ اصل میں ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں:

[مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ][25]۔

"ہر بچہ فطرت کے ساتھ پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بنادیتے ہیں"۔

مجہول النسب بچے کے دین کی حفاظت کے لیے ملتقط اور کافل دونوں کا مسلمان ہونا لازمی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد پاک ہے:

﴿وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾[26]

"اور اللہ کافروں کو مسلمان پر کوئی راہ نہیں دے گا"۔

اس آیت سے یہ دلیل ملتی ہے کہ کسی کافر کو کسی مؤمن پر کوئی ولایت حاصل نہیں کیونکہ اگر کافل یا ملتقط کافر ہو گا تو وہ بچے کو کفر کی تعلیم دے گا اور اپنے دین پر اس کی پرورش کرے گا۔ اور یہ بہت ہی خطرناک بات ہے کہ مسلمانوں کے بچوں کو غیر مسلم خاندان کے سپرد کر دیا جائے۔ بچہ عموماً اپنے ماں باپ یا سرپرست کے دین کو قبول کرتا ہے لہذا ایک مجہول النسب بچے کے دین کی حفاظت بچے کا شرعی حق ہے۔

5۔ رضاعت، پروش اور نگہبانی کے حقوق

ماں کے بطن سے بچے کی ولادت کے ذریعے ماں سے نسب ثابت ہو جاتا ہے تو بچے کا حق رضاعت اور حق نگہبانی ماں پر ثابت ہو جاتا ہے اور بچے میں عموم ہے چاہئے وہ مولود شرعی ہو یا غیر شرعی ہو کیونکہ حضرت محمد ﷺ نے اس غامدیہ خاتون سے حد کے قیام کو مؤخر فرمایا جس نے زنا کا اعتراف کیا تھا کہاں تک کہ وہ بچے کو جنم دے اور دودھ پلا دے یہ بچے پر کمال مہربانی ہے۔

6۔ حق تعلیم

بچوں کی تعلیم کو درست تربیت کے مبادیات وضروریات سے شمار کیا جاتا ہے۔ اسی لیے اسلام کے شرعی احکامات میں اس دعوی پر صراحت سے تاکید کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ العلق کی ابتدائی آیات میں ارشاد فرمایا:

﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾[27]

"پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تمہارا رب بڑا کریم ہے، جس نے ایسے انسان کو قلم سے لکھنا سکھایا جو نہیں جانتا تھا"۔

صحابہ کرام اپنی اولاد اور غلاموں کی تعلیم پر بہت زیادہ حریص تھے یہاں تک کہ اس تعلیم کی وجہ سے ان کے غلام سردار قرار پائے۔ جیسا کہ نافع مولی ابن عمرؓ ہیں یہ مجہول النسب تھے حضرت عمرؓ کو کسی غزوہ میں ملے انہوں نے حضرت عمر اور دیگر اہل علم سے علم حاصل کیا یہاں تک کہ ثقہ افراد میں شمار کیے جانے لگے اور حدیث میں سلسلۃ الذہبیہ کی ایک کڑی ہیں۔ اسی طرح عکرمہ مولی ابن عباسؓ ہیں یہ بھی مجہول النسب تھے اور یہ

---

[25] Bukhārī, Abū ʿAbdullāh Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Delhi: Dār al-Tafsīr, 256 AH), Kitāb Tafsīr al-Qurʾān, Bāb "Lā Tabdīla Li-Khalq Allāh", ḥadīth no. 4775.
[26] Al-Nisāʾ, 4:141.
[27] Al-ʿAlaq, 96:1, 5.

اصل میں مغربی ممالک کی بربر قوم سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے سیدنا ابن عباسؓ سے علم حاصل کیا اور ابن عباس نے انہیں فتوی دینے کی اجازت دی۔ تو علم کے سبب شریعت اسلامیہ نے علماء کی قدر کو عظمت عطا کی اور تقوی و ایمان کے سبب ان کے درجات کو بلندی عطا کی نہ حسب و نسب کے سبب خداوند کریم کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾[28]

"کہو کیا جانے والے ان لوگوں کے برابر ہیں جو نہیں جانتے"

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾[29]

"اللہ کے نزدیک تم میں سے سب زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے"۔

7۔ نان ونفقہ کے حقوق

نفقہ سے مراد نفقہ واجبہ ہے یعنی وہ اشیاء جو زندگی کے لیے لازمی وضروری ہوتی ہیں۔ مثلاً روٹی، سالن اور کپڑے وغیرہ۔ شریعت اسلامیہ نے چھوٹے بچوں پر ولایت کا خصوصی اہتمام کیا خصوصاً جس وقت ان کے والدین میں سے ایک یا دونوں فوت ہو جائیں تو اس وقت عاجز بچوں پر ولی کو قائم کرنا ضروری ہے جو ان پر بوقت ضرورت خرچ کرے ان کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کرے اور ان کے مال کی حفاظت کرے۔ حضور اکرم ﷺ نے یتامیٰ کے ساتھ احسان کو واجب قرار دیا ہے ایسے ہی ان کی نگہبانی ان کے نان ونفقہ کا خیال کرنا ان کے دیگر معاملات میں مدد کرنا اور ان کے امور کو آسان بنانا یہ بھی ولی کے لیے ضروری ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

[قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا][30]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، آپ نے شہادت اور درمیانی انگلیوں سے اشارہ کیا اور انہیں تھوڑا سا الگ کیا"۔

اگر یتیم کے ورثاء خرچہ دینے سے معذور ہوں تو ان یتیموں کا خرچہ مسلمانوں کے بیت المال (حکومت) پر ہوگا تو یہی حال مجہول النسب بچوں کا ہے کہ اگر ان کی کفالت کرنے والا کوئی نہیں ہے تو حکومت کو چاہیے کہ ان کی کفالت کا اہتمام کرے۔

8۔ کفالت کا حق

یہ حق خصوصاً یتیم بچے کے ساتھ ہے یا اس لقیط کے ساتھ جو خصوصی توجہ کا طلبگار ہے دیگر بچوں سے یہ دونوں بچے مختلف ہوتے ہیں ان کی سرپرستی کرنے والا کوئی نہیں ہوتا یتیم بچے کے پھر بھی کوئی وارث رشتہ دار وغیرہ ہوتے ہیں لیکن مجہول النسب کا کوئی رشتہ دار وغیرہ نہیں ہوتا جب قرآن مجید میں یتیموں کے ساتھ شفقت ومہربانی کرنے کے احکامات دیے گئے ہیں تو پھر مجہول النسب بچے بطریق اولی شفقت ومہربانی کا حق رکھتے ہیں۔

---

28 Al-Zumar, 39:9.
29 Al-Ḥujurāt, 49:13.
30 Bukhārī, Abū ʿAbdullāh Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Delhi: Dār al-Tafsīr, 256 AH), Kitāb al-Ṭalāq, Bāb al-Laʿān, ḥadīth no. 5304.

یتیم کے بارے میں ارشاد پاک ہے:

﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُعْرِضُونَ﴾[31]

"اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور لوگوں کے ساتھ بھلائی کرو اور نماز قائم کرو اور صدقہ کرو۔ زکوۃ، پھر تم میں سے چند کے علاوہ تم نے منہ موڑ لیا اور تم ناگوار تھے"۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا

﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا﴾[32]

"اور اس کی محبت سے غریبوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں"۔

حدیث مبارکہ میں ہے:

[قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا][33]

"حضور ﷺ نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، آپ نے شہادت اور درمیانی انگلیوں سے اشارہ کیا اور انہیں الگ کیا"۔

ان آیات واحادیث سے وضاحت کی گئی ہے کہ جب یتیم بچے کی کفالت کرنے سے اتنا بڑا مقام یعنی جنت میں حضور اکرم ﷺ کی قرابت ملتی ہے حالانکہ یتیم کی کفالت کرنے والا کوئی نہ کوئی خاندان میں سے ہوتا ہے جبکہ مجہول النسب بچے کی کفالت کرنے والا کوئی نہیں ہوتا لہذا مجہول النسب بچہ کفالت کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کی کفالت کا انتظام بڑے احسن طریقے سے کیا جائے تاکہ وہ اپنی زندگی کے تمام مراحل خوش دلی سے گزار سکے۔

9۔ حقوق تزوج

نکاح الفت ومحبت کے اسباب میں سے ایک سبب ہے کیونکہ اس سے نئی مواصلت اور مناسب میل ملاپ پیدا ہوتا ہے اور اس سے ایک دوسرے کے ساتھ باہمی رغبت اور بھلائی وایثار جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾[34]

"اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تم ہی میں سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان میں سکون پاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کی، یقیناً اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں"۔

---

31 Al-Baqarah, 2:83.
32 Al-Dahr, 76:8.
33 Bukhārī, Abū ʿAbdullāh Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Delhi: Dār al-Tafsīr, 256 AH), Kitāb al-Ṭalāq, Bāb al-Laʿān, ḥadīth no. 5304.
34 Al-Rūm, 30:21.

مجہول النسب چاہے وہ مذکر ہو یا مؤنث ان میں عام فرد کی طرح ہر قسم کے جذبات پائے جاتے ہیں خصوصاً نفسانی جذبات اگر ان افراد کو ان کے جذبات کی تکمیل کا جائز قانونی راستہ فراہم نہ کیا جائے تو یقیناً یہ ناجائز اور غیر قانونی راستہ چننے پر مجبور ہوں گے جس سے معاشرہ فساد کا شکار ہوگا خصوصاً خاندانی نظام میں بہت خرابی پیدا ہو جائے گی۔ جس کے سد باب کے لیے پھر کوئی ممکنہ صورت نہ رہے گی کہ جب شریعت اسلامیہ نے غلام اور لونڈیوں کو نکاح کی اجازت دی ہے۔ جس طرح قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾[35]

”اور تم میں سے جوان عورتوں کا نکاح کر و اور اپنے بندوں میں سے نیکوکار مرد اور عورتیں اگر وہ غریب ہوں تو خدا انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور خدا سب پر قدرت والا اور سب کچھ جاننے والا ہے“۔

تو کیونکر مجہول النسب کو نکاح کی اجازت نہ ہوگی حالانکہ مجہول النسب تو آزاد ہوتا ہے۔ اسلام فطری جذبات دبانے والا نہیں بلکہ حدود و قیود میں رہ کر جائز خواہشات اور جذبات کی تکمیل کا سامان مہیا کرتا ہے۔

10۔ کھیل کود کا حق

کھیل کود بھی ایک بچے کی حاجت ہے کھیل کود سے بچے کی شخصیت میں اضافہ ہوتا ہے اور اس سے عقل و جسم تازہ ہو جاتا ہے بچے کی طبیعت میں تروتازگی آجاتی ہے۔ کھیل کود ایسا ہو جو شیطانی لھو ولعب سے پاک ہو اس لیے کھیل کود سے بچوں کے درمیان ممارست و مخالطت پیدا ہوتی ہے۔ جب کھیل کود عام بچوں کا حق ہے تو مجہول النسب بھی چونکہ ایک بچہ ہے لہذا کھیل کود بھی اس کا شرعی حق ہے۔

مبحث چہارم: عصر حاضر میں مجہول النسب کے معاشرتی مسائل اور تدارک

معاشرے میں مجہول النسب کی بہت زیادہ مسائل ہیں جن میں چند کا ذکر یوں ہے:

1. **محبت اور نسبت**

ہر بچے کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ بالعموم تمام لوگوں کی نگاہوں میں اور بالخصوص اپنے عزیز و اقارب اور والدین کی نگاہوں کے سامنے محبوب ہو چونکہ مجہول النسب بھی ایک بچہ ہی ہوتا ہے اسکی بھی یہی آرزو ہوتی ہے کہ میں بھی تمام لوگوں کی نگاہوں میں محبوب بنوں اور میری نسبت بھی کسی اچھے قبیلے، قوم اور خاندان کی طرف ہو جسطرح باقی بچوں کے لیے یہ لازمی امر ہے تو لقیط کے لیے بھی یہ لازمی امر ہے۔ لقیط کے لیے محبت اور نسبت کی حاجت 2 سال کے عمر سے سکول جانے کی عمر تک رہتی ہے کیونکہ بچہ جب سکول میں جاتا ہے تو بہت کچھ دیکھنے کے بعد اپنے مافی الضمیر کو بیان کرتا ہے پھر محبت اور نسبت کی اسے حاجت نہیں رہتی۔

2. **حفاظت و نگہبانی**

مجہول النسب بچے کو معاشرتی زندگی کی کوئی خبر نہیں ہوتی یہاں تک کہ معاشرے میں لقیط کا اپنی زندگی کو گزارنا مشکل ہو جاتا ہے اسی وجہ سے ضروری ہے ابتداء زندگی میں اس کی نگہبانی و حفاظت اس انداز سے کی جائے کہ جب لقیط معاشرہ میں اپنی زندگی کا آغاز کرے تو وہ اپنی ذات میں مرغوب ہو اس کو محسوس بھی نہ ہو کہ اس کے والدین یا ان میں سے ایک غائب ہے یا یہ کہ مجہول النسب ہے۔

[35] Al-Nūr, 24:32.

3. **معاشرتی تدبیر**

معاشرتی تدبیر کی ضرورت اس وجہ سے پیش آتی ہے کہ بچے کو یہ شعور ہو کہ وہ قبولیت کی جگہ ہے کسی بیابان یا پھینکنے کی جگہ نہیں بلکہ اس لقیط کو یہ باور کرانا ضروری ہوتا ہے کہ وہ ایک ایسے خاندان کے ساتھ ملحق ہے جو معاشرہ میں بہت عزت کے مالک ہیں لہذا انکی عزت اسکی عزت ہے۔ لیکن اگر اس کو ایسے خاندان کے ساتھ متعارف کراویا جائے جسکی معاشرہ میں کچھ عزت ہی نہیں ہوتی تو بچہ اپنے اندر احساس کمتری محسوس کرے گا کیونکہ پہلے وہ مجہول النسب ہے پھر خاندانی داغ بھی اسے برداشت کرنا پڑے گا۔

4. **شخصی قیام**

مجہول النسب کی شخصیت کو برقرار رکھنے کیلئے اسے اتنا وقت دیا جائے کہ وہ اپنی ذات میں ایسی عادات پیدا کرلے جنکی بدولت لوگوں کی نگاہوں میں اسکی شخصیت قد آور ہو جائے مثلاً فصیح کلام کرنا، اعمال صالحہ کرنا، اچھے کھیل کود میں شریک ہونا، لوگوں سے حسن اخلاق کے ساتھ پیش آنا، مفلس لوگوں کے ساتھ ہمدردی کرنا وغیرہ ان تمام باتوں کو اپنالینے کے بعد اسکی شخصیت میں چار چاند لگ جائیں گے اور اسے محسوس بھی نہیں ہوگا کہ وہ مجہول النسب ہے کیونکہ جب معاشرہ میں اسکی شخصیت کو ہر آدمی تسلیم کر رہا ہوگا تو اسکو پھر مجہول النسب ہونے کی عار محسوس نہیں ہوگی اور لوگوں چاہیئے کہ اسکو مکمل اختیار دیں تاکہ وہ اپنی رائے کا مکمل اظہار کرسکے اور اسکے شکوے شکایات سن کر انکا بروقت ازالہ کیا جانا چاہئے تاکہ وہ اپنی شخصیت کو معاشرہ میں بحال رکھ سکے۔

5. **مستقل مزاجی اور آزادی**

جب وہ عمر کے لحاظ سے مناسب اعمال سرانجام دے گا اور لوگوں سے میل ملاپ کرے گا تو اس سے یہ بات ظاہر ہوگی کہ وہ مستقل مزاج اور آزاد بچہ ہے لہذا مستقل مزاجی اور آزادی مناسب اعمال کرنے میں چھپی ہوئی ہے۔

6. **امن کی ضرورت**

اس لقیط بچہ کو امن کی بھی اشد ضرورت ہوتی ہے کیونکہ امن موجود نہ ہونے کی صورت میں بچہ انتقامی اور دشمنی کے راستے پر چلنے لگ جاتا ہے جس سے اس کی معاشرہ میں بری پہچان ہو جاتی ہے اور اسکی اچھی شخصیت کے تعمیر ہونے میں نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً رسوائی، مایوسی، بے چینی، مفارقت، اعراض اور اظہار رائے سے عاجز آنا جیسی باتیں جب تک رہیں گی تب تک بچہ امن میں نہیں ہوگا۔ اور اگر ان تمام باتوں کا ازالہ کیا جائے تو بچہ امن میں رہے گا اور اپنی آزاد رائے کا بھی مکمل اظہار کرسکے گا اور دشمن وغیرہ کا دفاع بھی کرسکے گا لہذا یہ حاجت اس بچے کے لئے بہت اہم ہے۔

7. **کامیابی کی ضرورت**

جس طرح ہر بچہ کی آرزو ہوتی ہے کہ مجھے ہر میدان میں کامیابی ملے اسی طرح لقیط کی بھی خواہش ہوتی ہے کہ وہ بھی ہر میدان میں کامیاب ہو لیکن یہ کامیابی اسوقت تصور میں آسکتی ہے جب مجہول النسب کو امن وسلامتی کا ماحول میسر ہو۔

8. **کھیل کی ضرورت**

کھیل سے جسم اور جان اور عقل میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور اسی کھیل کے ذریعے ہی ایک دوسرے سے رغبت بڑھتی ہے اور آپس میں بچے ایک دوسرے کے ساتھ مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے بچے میں حوصلہ کی ہمت اور جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

مبحث پنجم: مجہول النسب بچوں کی مشکلات اور حل

ہر بچہ کو اپنی زندگی میں کوئی نہ کوئی مشکل درپیش آتی رہتی ہے اس مشکل کو حل کرنے اور اس پر غلبہ پانے کے لئے وہ بچہ طاقت نہیں رکھتا اگر اسکے والدین اعزوا قرباء اور دوست وغیرہ اسکی مشکل کو حل کرنے میں مدد کرتے رہیں تو اسکی مشکل زندگی آسان ہو جاتی ہے مجہول النسب بھی ایک

بچہ ہی ہے اور ایسا بچہ ہے جسکی مشکل حل کرنے کیلئے معاشرہ میں کوئی فرد موجود ہی نہیں لہذا اس کو اپنی مشکلات حل کرنے کے لئے دیگر بچوں کی نسبت مدد کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ مجہول النسب بچے کی چند مشکلات اور انکا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل درج ذیل ہے۔

1. جسمانی صحت کی مشکلات اور حل

وہ مشکلات جو ہر بچہ کو مختلف بیماریوں کے ساتھ جسم کے مختلف حصوں میں پہنچتی ہیں اور وہ بیماریاں بچوں میں اضطراب پیدا کرتی ہیں جسکی وجہ سے یہ جسمانی طور پر کمزور ہو جاتا ہے تو مجہول النسب بھی بچہ ہے اسکو بھی ان مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہ بھی مختلف جسمانی بیماریوں میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ اسلام میں جسمانی مشکلات کو حل کرنے کیلئے چند امور ہیں جو ہر بچے کیلئے بالعموم اور مجہول النسب کیلئے بالخصوص درج ذیل ہیں۔

i. طہارت اور صفائی

بچے کیلئے متعدد صفائی کے اسباب جاننا ضروری ہیں یعنی کن چیزوں کے سبب پاکی اور صفائی حاصل ہوتی ہے اور ان مشکلات سے چھٹکارا کیسے مل سکتا ہے مثلاً کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد دونوں ہاتھوں کا دھونا اور نیند سے بیدار ہونے کے بعد ہاتھ دھونا۔ اس بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾[36]

بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے"۔

اسی طرح حدیث مبارکہ میں ہے۔

[الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ] [37]

"پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے"۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صفائی اور پاکیزگی لازم ہے صفائی اور پاکیزگی کرنے سے انسان بہت ساری بیماریوں سے بچ جاتا ہے اور اسی طرح شریعت مطہرہ نے ہر نماز سے پہلے وضو کو واجب قرار دیا ہے کیونکہ اس میں جسم کی طہارت اور صفائی ہو جاتی ہے اور خصوصی طور پر ان اعضاء کو پاک کرنے کا حکم دیا گیا ہے جسکے ساتھ کھانا وغیرہ کھایا جاتا ہے۔ بعض روایات میں تو ان اعضاء کو استنجا کرنے کے بعد مٹی سے مل کر بھی دھونے کا حکم دیا گیا ہے۔ شریعت مطہرہ نے ظاہری طور پر صفائی کو باطنی بیماریوں سے نجات کا سبب بنایا ہے اگر ان تمام بچوں کو یہ تعلیم دلوائیں کہ پیشاب وغیرہ کرنے کے بعد آپ اپنے ہاتھوں کو مٹی سے مل کر یا صابن وغیرہ سے تر کر کے دھولیں تو یہ بچے بہت ساری بیماریوں سے محفوظ ہو سکتے ہیں۔

ii. کھانے میں اسراف نہ کرنا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَابَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾[38]

"اے بنی آدم جب تم مسجد میں جاؤ تو اپنے آپ کو سنوارو اور کھاؤ پیو لیکن اسراف نہ کرو، بے شک وہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

[36] Al-Baqarah, 2:222.
[37] Muslim ibn Ḥajjāj, Abū al-Ḥusayn al-Qushayrī, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpur: Dār al-Khilāfah al-ʿIlmiyyah, 261 AH), Kitāb al-Ṭahārah, Bāb Faḍl al-Wuḍūʾ, ḥadīth no. 534.
[38] Al-Aʿrāf, 7:31.

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

[قال رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ، حَسْبُ الْآدَمِيِّ، لُقَيْمَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ، فَإِنْ غَلَبَتِ الْآدَمِيَّ نَفْسُهُ، فَثُلُثٌ لِلطَّعَامِ، وَثُلُثٌ لِلشَّرَابِ، وَثُلُثٌ لِلنَّفَسِ][39]

’’کسی برتن کو بھرنا اتنا برا نہیں جتنا پیٹ کے برتن کو بھر دینا برا کام ہے بندے کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اسکی پشت کو سیدھا رکھیں، اگر آدمی کا نفس اس پر غالب آجائے تو تہائی کھانے کے لئے، تہائی پینے کے لئے، تہائی سانس کے لئے‘‘۔

تمام بچوں کے لئے لازم ہے کہ فضول خرچی سے اجتناب کریں کیونکہ فضول خرچی کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔

﴿إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾[40]

بے شک وہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا‘‘۔

لہذا فضول خرچی کرنے سے نفس میں اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی اضطراب کئی بیماریوں کا سبب بن جاتا ہے اس لئے شریعت نے ان بیماریوں سے نجات کا حل یہ دیا ہے کہ فضول خرچی نہ کی جائے۔

iii. **متعدی بیماریوں اور حرام چیزوں سے بچنا**

جسمانی بیماریوں سے نجات کا تیسرا حل یہ ہے کسی متعدی مرض مبتلا شخص سے دور رہنا۔ جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

[وَفِرَّ مِنَ المجْذُومِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الأَسَدِ][41]

’’اور تو بھاگ کوڑھ والے سے جیسا کہ تو بھاگتا ہے شیر سے‘‘۔

اسلام نے مردار خون، خنزیر کا گوشت وغیرہ کھانے سے منع کیا ہے اور اسکی حرمت کا حکم لگایا ہے کیونکہ انکا کھانا بہت ساری بیماریوں کا سبب بن جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ﴾[42]

’’تم پر مردہ جانور، خون اور سور کا گوشت حرام ہے‘‘۔

iv. **بیماری لاحق ہو جانے کے بعد وقت پر علاج کرانا**

اگر کوئی لقیط بچہ بیمار ہو جائے اس کا بیماری سے نجات کیلئے فوراً علاج معالجہ کرایا جائے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے:

[تَدَاوَوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ دَوَاءً][43]

’’تم علاج کراؤ اس لئے کہ رب کریم نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی مگر اس کے لیے دواء بنائی ہے‘‘۔

مذکورہ بالا امور کو اگر اپنا لیا جائے تو لقیط بچہ بہت ساری بیماریوں سے محفوظ ہو سکتا ہے۔

---

[39] Ibn Mājah, Muḥammad ibn Yazīd, *Sunan Ibn Mājah* (Cairo: Dār al-Manṣūr, 263 AH), Kitāb al-Aṭʿimah, Bāb al-Iqtiṣād fī al-Akl wa-Karāhiyat al-Shabaʿ, ḥadīth no. 3349.

[40] Al-Aʿrāf, 7:31.

[41] Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, ḥadīth no. 5380.

[42] Al-Ma'idah: 5:3

[43] Abu Dawud, Sulayman bin Ash'ath (d. 275 AH), Sunan Abu Dawud, Kitab al-Tibb, al-raqam: 3855

2. معاشرتی مشکلات اور حل

مجہول النسب بچوں کی معاشرتی اہم مشکلات میں سے یہ ہیں کہ اسکا اپنے آپ کو معاشرے سے الگ کرنا، ایسے ہی غربت و افلاس، خود غرض سمجھنا، ماحول نہ اپنانا جس میں لوگ رہتے ہیں اور بچوں میں معاشرتی مشکلات متعدد ہوتی ہیں جن کا انہیں سامنا کرنا پڑتا ہے مثلاً حفاظت والے خاندان کا نہ ہونا یا اُنکی حفاظت سے محروم ہونا، کبھی کبھار خاندان کی محرومی لمبے زمانہ کے گزرنے کی وجہ سے ہوتی ہے جیسا کہ یہ مجہول النسب بچے ہیں یا خاندان کی محرومی والدین میں سے کسی ایک کی وفات سے ہوتی ہے یا علاقہ چھوڑنے کی وجہ سے محرومی ہوتی ہے یا طلاق کی صورت میں خاندان سے محرومی ہو جاتی ہے یا ہمیشہ کیلئے حفاظتی خاندان سے محروم ہونا، سیلاب یا زلزلہ یا کوئی آسمانی آفت کی وجہ سے خاندان تباہ ہو جاتا ہے لیکن کچھ بچے موجود ہوتے ہیں تو ایسے بچوں کو معاشرتی مشکلات درپیش آتی ہیں۔

جو فطری طور پر جذبات ہیں انکے حل کیلئے اسلام نے معاشرے کو یہ طریقہ بتایا ہے کہ مجہول النسب بچہ کسی شادی شدہ جوڑے کے سپرد کیا جائے کیونکہ وہ مجہول النسب کی کفالت و حفاظت کا اہتمام اور پرورش کا اہتمام ایسے کرے گا جیسے اپنی حقیقی اولاد کی کفالت وغیرہ کا اہتمام کرتا ہے اور معاشرہ غیر شرعی نظام کا تقاضہ نہیں کرتا اس لئے جب غیر شرعی نظام ہو گا تو ایسے ایسے نتائج برآمد ہونگے اور اسلام نے معاملات میں تعدد ازواج کی اجازت مرحمت فرمائی لیکن عدالت کی شرط کیساتھ اسلامی تعلیمات سے یہ بھی جواز ملتا ہے کہ اگر بچوں کی شرعی طریقے سے پرورش کیجائے تو جائز ہے لیکن اس پرورش کو والدین کی مہربانی کا عوض نہ سمجھا جائے بلکہ اللہ کی رضا کیلئے پرورش کی جائے۔

بعض خاندان ایسے ہوتے ہیں جو بچوں کی پرورش نہیں کر سکتے اس لئے ایسے بچوں کو کسی ایسے خاندان کے سپرد کر دیا جاتا ہے جو اس بچے کی پرورش بھی کریں اور ماں باپ جیسا پیار بھی دیں اور اصلی والدین سے عوض بھی طلب کریں۔ اسلام نے تو ایک دوسرے کی معرفت کیلئے ابھارا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا﴾[44]

"اور ہم نے تم کو قومیں اور قبیلے بنائے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو"۔

اور اسلام نے مسلم حکمران کو دوسرے مسلمانوں کے معاملات کے اہتمام کرنے پر برانگیختہ کیا۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

[عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَمْ يَهْتَمَّ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ][45]۔

"حضرت حذیفہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو بندہ مسلمانوں کے معاملات کا اہتمام نہیں کرتا پس وہ ان میں سے نہیں"۔

چونکہ مجہول النسب بچے بھی تو ایک مسلم معاشرہ کا حصہ ہیں اگر انکے معاملات و مشکلات کا اہتمام نہیں کیا جائے گا تو امت مذکورہ حدیث کی وعید کی مرتکب ہو جائے گی اس لئے ان کی کفالت کی ذمہ داری لینا امت مسلمہ کا فرض ہے۔ اور اسلام نے بچے کو اچھے نام کا حق دیا ہے اس لئے کہ جو صاحب نام ہوتا ہے اپنے نام سے معنی کا اثر اپنی زندگی میں پاتا ہے۔ حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

[إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ، فَأَحْسِنُوا أَسْمَاءَكُمْ][46]۔

"قیامت کے دن تمہیں تمہارے ناموں اور تمہارے باپوں کے نام سے پکارا جائے گا، لہٰذا اپنے ناموں کی اصلاح کرو"۔

---

44 Al-Hujurat: 49:13

45 Ibrāhim Mūstafa, Al-Mū'jam Al-Wāsit, Hādith No. 7473

46 Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath, *Sunan Abī Dāwūd* (Beirut: Dār al-Fikr, 275 AH), Kitāb al-Adāb, Bāb fi taghyir al'asma', Hadith No. 4948

اور اسی پر دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے:

[أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ، وَقَالَ: أَنْتِ جَمِيلَةٌ][47]

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے 'عاصیہ' کا نام تبدیل کر دیا اور فرمایا: تم 'جمیلہ' ہو۔

الغرض مجہول النسب بچوں کے معاملات اور مشکلات کو ایسے ہی حل کیا جائے جیسے معلوم النسب بچوں کے معاملات کو حل کیا جاتا ہے اگر ان معاملات کو حل کرنے کیلئے کوئی بھی معاشرہ کا فرد طاقت نہیں رکھتا تو اسوقت کی حکومت ان بچوں کو اپنی تحویل میں لیکر احسن طریقے سے اسلامی تعلیمات کے مطابق انکے معاملات و مشکلات کو حل کرے۔

3. عقلی، تعلیمی، تہذیبی مشکلات کا حل

ان مشکلات میں سے ایک مسئلہ ضعف عقلی کا ہے۔ ضعف عقلی، کم عقل، بیوقوف کمزور عقل والے میں سے ہر ایک کو شامل ہے اور ضعف عقلی کی یہ تینوں اقسام عمر کے لحاظ سے ہے۔ دوسرا مسئلہ: مجہول النسب بچوں میں توہم، یادداشت، ادراک اور فکر کا مسئلہ اور یہ تمام چیزیں اس ماحول کے اندر سے پیدا ہوتی ہیں جس ماحول میں دین اور امن موجود نہ ہو۔ تیسرا مسئلہ: مجہول النسب بچوں کا مطالعہ سے پیچھے رہنا اور اسکول سے بھاگنا ان چیزوں کے متعدد اسباب ہیں مثلاً بھاگنا یا مطالعہ نہ کرنا مدرس کی وجہ سے ہوتا ہے یا عدم اعتماد کے سبب یا طلبہ کی وجہ سے اور یہ نتیجہ بھی اسی وقت آتا ہے جب ماحول اور معاشرہ میں امن وامان کا عنصر موجود نہ ہو۔ مذکورہ بالا تمام مشکلات مجہول النسب بچوں کو درپیش آتی ہیں۔

دین اسلام تمام اشخاص کو چاہے وہ مجہول النسب ہو یا معلوم النسب برابر برابر اور پورا پورا حق دیتا ہے چاہے وہ علاج کی حالت میں ہو یا غذا وغیرہ کی کیفیت میں ہو کیونکہ اللہ نے ہر انسان کو اسکی طاقت کے مطابق مکلف بنایا یعنی جسم عقل اور روح کے اعتبار سے جسم کو طعام کے ساتھ اور روح کو عبادت کے ساتھ اور عقل کو علم اور تعلیم کے ساتھ غذا عطا فرمائی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ﴾[48]۔

" قلم اور ان کے لکھے کی قسم"۔

اور مزید ارشاد فرمایا۔

﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾[49]۔

"اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام نام سکھائے پھر فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ"۔

اور اسی طرح علماء کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾[50]۔

"تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جن کو علم دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے گا"۔ چونکہ تعلیم اور تعلم کے بچوں کی زندگی میں مختلف میدان ہیں چاہے وہ تعلیم دنیوی ہو یا دینی۔

---

[47] Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath, *Sunan Abī Dāwūd* (Beirut: Dār al-Fikr, 275 AH), Kitāb al-Adāb, Bāb fi taghyir al'asma', Hadith No. 4952

[48] Al-Qālām, 68:1

[49] Al-Bāqarāh, 2:31

[50] Al-Mūjadillāh, 58: 11

عقلی مشکلات کے حل اور علاج کے اسباب میں سے اہم سبب تعلیم اور تعلم ہے اور مجہول النسب اس ماحول اور معاشرے کا ایک فرد ہوتا ہے جس میں وہ زندگی گزار رہا ہوتا ہے تو اسکی عقلی مشکلات کے حل کے لئے ضروری ہے کہ اسکو تعلیم دلوائی جائے اور ایسے محبوب مدرس و معلم کے سپرد کیا جائے جو علم کا ماہر ہو تا کہ مجہول النسب بچے کے دل میں علم اور معلم کی محبت باقی رہے۔ اور عقلی مشکلات کے حل کے لئے ایک تو علم ضروری ہے اور دوسرا شراب نوشی، بداخلاقی، جیسی عادات سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ علم ہی کی وجہ سے مذکورہ بالا تعلیمی، تہذیبی، اور عقلی مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔ مجہول النسب بچے کو ایسے خاندان کے ساتھ ملحق کیا جائے جو علم کے ساتھ وابستہ ہو تا کہ اس بچے کی تہذیبی و عقلی مشکلات حل ہو سکیں۔

4. روحانی اور دینی مشکلات کا حل

دینی اور روحانی مشکلات اس وقت پیدا ہوتی ہیں جب بچوں کے دلوں میں دینی اور اخلاقی اقدار کا اہتمام نہ ہو اور نہ ہی ان کی عادات بنانے کی کوشش کی گئی ہو اور نہ ہی اسلامی احکام کی بنیاد کی طرف ان کو متوجہ کیا گیا۔ حالانکہ حق تو یہ تھا کہ انکو تعلیم دلوائے کیونکہ تعلیم کا حق سب کا ہے اور زندگی کے تمام معاملات انہی تعلیم پر منحصر ہیں تعلیم نہ دلوانا خاندان اور گھر والوں کی کمزوری ہے حالانکہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان اقدس ہے۔

﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾[51]۔

"اللہ نے اسی فطرت کو پیدا کیا جس طرح اس نے انسانوں کو پیدا کیا"

اور ایسے ہی نبی کریمؐ کا ارشاد ہے:

[كل مولود يولد علي الفطرة، فأبواه يهودانه أو ينصر انه أو يمجسانه] [52]

"ہر بچہ اپنے فطری مزاج کے مطابق پیدا ہوتا ہے اور اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی یا عیسائی بناتے ہیں"۔

نیز روحانی مسئلہ تو پوشیدہ ہوتا ہے لیکن دینی مسئلہ ظاہر ہوتا ہے۔

اس میں دینی تعلیم نہ دلانے کی اہم وجہ یہی ہے کہ جب کسی بھی شہر میں حکومت قائم ہو جاتی ہے تو حکومت پر منحصر ہوتا ہے کہ وہ جس طرح کی تعلیم کو فروغ دینا چاہے دے سکتی ہے لیکن اکثر ممالک میں یہی ہوتا ہے کہ جب بھی حکومت قائم ہوتی ہے تو مغربی تعلیم کا فروغ دیا جاتا ہے انہی کے بارے میں بچوں کو ترغیب دلائی جاتی ہے اور دوسرا سبب دینی نگران کا کمزور ہونا ہے ہمارے ملک پاکستان کا بھی یہی حال ہے جب حال یہ ہو تو کیونکر امید کی جا سکتی ہے کہ بچوں کے دلوں میں دینی تعلیم جاگزیں ہو۔ یہ تو ہر اُس بچے کا حال ہے جس کی کفالت کرنے والے موجود ہوتے ہیں لیکن مجہول النسب بچہ اس کا کوئی کفیل نہیں ہوتا اس سے کیسے امید کی جا سکتی ہے تو اسکو دین اخلاق، روحانی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اسلام نے ان مشکلات کو حل کرنے کے لئے ایک ایسا طریقہ وضع کیا ہے جو کہ ہر بچے کے دل میں جاگزیں ہو جائے۔ ہر مسلم بچے کو ارکان اسلام کے بارے میں بتایا جائے کہ ارکان اسلام پانچ ہیں جیسا کہ حضورؐ کا فرمان ہے۔

[عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَ إِقَامِ الصَّلاَةِ، وَ إِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ] [53]

---

51 Al-Rūm: 30:31

52 Bukhārī, Abū ʿAbdullāh Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Delhi: Dār al-Tafsīr, 256 AH), Kitāb al-Janāz, Bāb al-Ssuf*ū*f ealāa aljināza, ḥadīth no. 1319

"ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اللہ اور اس کے رسول کی وحدانیت کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا"۔

اور اس طرح ایمان کے ارکان کی معرفت بتائی جائے۔ چونکہ جو بچہ مسلم ہو اس کو اپنے دین کے امور اور اسلامی صحیح عقیدہ کی ضرورت ہوتی ہے وہ جستجو کرتا ہے کہ اسکو کوئی بتائے تو ہر اس شخص کے لئے ضروری ہے جو کسی بھی طریقے سے کسی بچے کی پرورش کر رہا ہو وہ جتنی استطاعت رکھتا ہے اتنا ان بچوں کو سکھائے تاکہ انکی دینی روحانی مشکلات حل ہو جائیں۔ مثلاً ماں اگر پرورش کرنے والی ہے تو پرورش کے دوران اس بچے کو وہ سکھائے جسکی وہ استطاعت رکھتی ہے اور یقیناوہ بچہ اپنی ماں کی متابعت کرے گا جیسے ماں اپنے پرورش پانے والے بچے کو کہے کہ بیشک وہ اللہ خالق ہے اور ہر چیز کا خالق ہے انسانوں، حیوانوں، جڑی بوٹیوں، آسمانوں، زمینوں، ہواؤں، اور پانیوں وغیرہ کو پیدا کرنے والا وہی ہے۔ وہ قرآن مجید کی چند آیات سے مدد لے اور اپنے بچے کو کہے دیکھو بیٹے رب کریم نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

﴿بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنَّى يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ صَاحِبَةٌ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ﴾[54]

"وہ آسمانوں اور زمین کا خالق ہے، اس کی اولاد کیسے ہو سکتی ہے جب کہ اس کا کوئی ساتھی نہیں اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔

﴿ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾[55]

"وہ اللہ ہے، تمہارا رب ہر چیز کا خالق"۔

جب ماں یہ کہے گی اور سب کچھ اس بچے کی آنکھوں کے سامنے ہو گا تو کسی صورت میں انکار نہیں کر سکے گا۔ ایسے ہی اس بچے کے دل میں یہ بات ڈال دے کہ جو کچھ ہم کرتے ہیں وہ ہمیں دیکھتا ہے جبکہ ہم اس کو نہیں دیکھ سکتے۔ اور اسکے علاوہ اسکو چند دلچسپ قصے سنائے مثلاً وہ قصہ جو دودھ بیچنے والا کا ہے کہ اس بچی نے اپنی ماں کو یہ کہا تھا کہ ٹھیک ہے امیر المومنین نہیں دیکھ رہا اللہ تو ہمیں دیکھ رہا ہے جب یہ قصہ وہ بچہ سنے گا تو اس کا عقیدہ ایمان بالغیب پر پختہ ہو جائے گا۔ روح کو ذات بشریہ میں ایک اہم عنصر شمار کیا جاتا ہے اور اس کے بغیر انسان کی اصلاح نہیں ہوتی اور جسکی روح اللہ کی ذات کے ساتھ جڑی ہوئی ہو تو وہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا اور ہر وقت اللہ کی رحمت سے پر اُمید ہوتا ہے اور روح لوگوں کے دلوں کو عمل خیر اور اللہ پر پختہ یقین ہونے کی طرف برانگیختہ کرتی ہے۔ الغرض مجہول النسب بچوں کی اگر اس انداز سے تربیت کی جائے تو روحانی دینی مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔

5. نفسیاتی مشکلات کا حل

یہ مشکلات ان والدین کے لئے پیدا ہوتی ہیں جنکے بچے نہیں ہوتے اور یہ بچوں کی تلاش کے لئے معاشرے میں نکلتے ہیں تو انکو وہ افراد ملتے ہیں جو مجہول النسب بچوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے اور نفرت کرتے ہیں اور ان مشکلات کی متعدد صورتیں ہیں۔ مجہول النسب بچے کے سلوکی اور نفسیاتی اضطرابات متعدد ہیں۔ مثلاً غیر ارادی طور پر پیشاب کرنا، خود غرض ہونا، سست ہونا، انگلیوں کا چبانا، دانتوں کے اطراف سے ناخنوں کو کاٹنا، تعصباتی حرکات کرنا، دشمنانہ برتاؤ–وغیرہ۔

مجہول النسب بچوں سے نفسیاتی مشکلات کو حل کرنے کا ایک ذریعہ یہ ہے کہ اُن بچوں کی طرف تہمت لگانے اور حقیر سمجھتے ہوئے انگلی کے ساتھ اشارہ نہ کیا جائے تاکہ وہ معاشرہ میں مقبول ہوں۔

[53] Bukhārī, Abū ʿAbdullāh Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Delhi: Dār al-Tafsīr, 256 AH), Kitāb al-Imān, Bāb al-dueāwukūm Iimānukūm, ḥadīth no. 1319

[54] Al-An'ām, 6: 101

[55] Al-Ghāfir, 40: 62

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

[عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ، مَا يَتَبَيَّنُ مَا فِيهَا، يَهْوِي بِهَا فِي النَّارِ، أَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ][56]

''حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: بے شک بندہ جب کسی کلمہ کے ساتھ کلام کرتا ہے جو کچھ اس میں ہوتا ہے تدبر نہیں کرتا تو وہ (کلمہ) اس کو جہنم میں گرا دیتا ہے اتنا دور جتنا مشرق اور مغرب کے درمیان دوری ہے''۔

ایسے ہی ان بچوں کی رغبت اور ضرورت کو پورا کیا جائے کھیل، کپڑے اور طعام وغیرہ تا کہ جب مجہول النسب بچے دیگر بچوں میں جائیں یا کھیل کود کریں تو پشیمانی کا شکار نہ ہوں لہذا اپنے بچوں کی طرح ان بچوں کی احسن طریقے سے تربیت کرنی چاہیئے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

[قَالَ: فَاتَّقُوا اللهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ][57]

''پس اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو''۔

اور نفسیاتی مشکلات حل کرنے کا دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ ان بچوں کی اکثر عادت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ڈالنی چاہیے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾[58]

''جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور جن کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں، وہ اللہ کے ذکر سے ہی مطمئن ہوتے ہیں''۔

جب ان مجہول النسب بچوں کے ساتھ ایسا برتاؤ اور تربیت کا انتظام کیا جائے گا تو یقیناً وہ نفسیاتی مشکلات کا شکار نہ ہونگے۔

خلاصہ بحث

ہمارے عصری معمولات میں غریبوں، ضرورت مندوں کی فلاح و بہبود اور مدد کرنا جس طرح اسلامی احکام اور عبادات میں شامل ہے۔ اسی طرح مجہول النسب بچوں کو گود لیکر انکی پرورش کرنا اور اپنی اولاد کی طرح تربیت کر کے اعلیٰ تعلیم دلوا کر معاشرے کا مفید شہری بنانا عین عبادت ہے اسکا تصور پیغمبران اسلام، اولیاء کرام اور صحابہ کرام کے فرمان سے چلا آرہا ہے اور اسکی بنیاد بھی انہوں نے رکھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جیسے ہم نے بہت سے ایسے کام جس کا درس ہمیں دین اسلام دیتا ہے ان سے دوری اختیار کرتے گئے اور غیر اسلامی طاقتوں نے انہیں اپنا لیا اور وہ مہذب قومیں بن گئیں، بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں بچوں کو گود لینے کا رواج کم ہے اور معلومات بھی اچھی طرح نہیں ہیں جو ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

سفارشات

مقالہ نگار کے مطابق چند سفارشات پیش خدمت ہیں کہ آنے والے وقتوں میں مجہول النسب بچوں کے لئے آسانیاں پیدا ہوں اور ان کا مستقبل محفوظ ہو اور وہ معاشرہ کے فعال افراد بن سکیں۔

1. پاکستان کے مختلف اداروں میں ملازمت کا ایک مخصوص کوٹہ مجہول النسب پڑھے لکھے بچوں کے لئے مختص کیا جائے۔

[56] Muslim ibn Ḥajjāj, Abū al-Ḥusayn al-Qushayrī, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpur: Dār al-Khilāfah al-ʿIlmiyyah, 261 AH), Kitāb al-Zūhd, Bāb hfiz Al-līsān ḥadīth no. 7482

[57] Bukhārī, Abū ʿAbdullāh Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Delhi: Dār al-Tafsīr, 256 AH), Kitāb al-Hibāt,bab al'iishhād fi alhibā, ḥadīth no. 2587

[58] Al-Rā'd, 13:28.

2. ملک پاکستان میں قائم شدہ وہ تمام ادارے جو مجہول النسب بچوں کی کفالت کر رہے ہیں ان کی تعلیم یقینی بنانے کے لئے حکومتی اقدامات کئے جائیں۔
3. مجہول النسب بچوں کی معاشرتی، معاشی، سیاسی، اور قانونی مسائل کے حل کے لئے قانون سازی کی جائے۔
4. سرکاری سطح پر ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو اس طرح کے اداروں پر خاص نظر رکھے تاکہ مجہول النسب بچوں کو کو دہشت گردی جیسی غیر اخلاقی سرگرمیوں سے محفوظ رکھا جا سکے۔
5. عوام الناس میں علمی و آگاہی پیدا کرنے کے لئے مختلف اقدامات کئے جائیں تاکہ لاوارث بچوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کم ہو سکے۔
6. سکولز، کالجز اور یونیورسٹیز میں اس طرح کی انسانی خدمت کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً سیمینارز اور کانفرنسز منعقد ہونے چاہئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Bukhārī, Abū ʿAbdullāh Muḥammad ibn Ismāʿīl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Delhi: Dār al-Tafsīr, 256 AH.
* Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath. *Sunan Abī Dāwūd*. Beirut: Dār al-Fikr, 275 AH.
* Mālik ibn Anas. *Muwaṭṭaʾ Imām Mālik*. Lahore: Nuʿmānī Kutub Khānah, 2006.
* Ibn Mājah, Muḥammad ibn Yazīd. *Sunan Ibn Mājah*. Cairo: Dār al-Manṣūr, 263 AH.
* Ibn Manẓūr, Jamāl al-Dīn Muḥammad ibn Mukarram. *Lisān al-ʿArab*. Beirut: Dār Ṣādir, 1414 AH.
* Ibrāhīm Muṣṭafā. *al-Muʿjam al-Wasīṭ*. Lahore: Maktabah Raḥmāniyyah, 2011.
* Tanzīl al-Raḥmān. *Majmūʿah Qawānīn-e-Islām*. Islamabad: Idārah Taḥqīqāt-e-Islāmī, 1981.
* Nūr al-Dīn al-Jāmī. *Sharḥ al-Jāmī*. Lahore: Maktabah al-Ḥaramayn, 1435 AH.
* Ibrāhīm Muṣṭafā. *al-Muʿjam al-Wajīz*. Cairo: Majmaʿ al-Lughah al-ʿArabiyyah, 1415 AH.